

# شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا عربی اسلوب نگارش

\*انتخاب احمد خان

## Abstract

Shakk Ahmad Sirhinid , generally known by his title" Mujaddid Alif Thani" . He was born in the city of Sirhind in east Punjab in 971 A.H. He was not only a reformer but he was also a for sighted .

This article deals with the style of Al-Mujaadid Alif Thani in the light of his Arabic letters, most of his letters start with words of pray and praising tribuit to the Holy Prophet(PBUH)'

The second discreminatory of his latters is quotations from the Holy Qur'an and the sayings of the Holy Prophet (PBUH),In brief his preaching style , proving through knowledge or narration , his style for proper addressing and his strong conclusion are from his major qualities of his writing style. While the artistic and litreray qualities of his Arabic writing style is rich with various charactersitecs which may be summarized as follows.

Beautiful coincidence between words and sentences , addressing style , compact language , very deep view , defence of realites , fine and artistical picturque , use of eloquent and known words , use of litrary language , ample knowledge of the styles of Arabs and total control over language.

فقال الله سبحانه وتعالى: (الاین أولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون) (۱)  
حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا شمار ان اُساطین امت اور مصلحین میں ہوتا ہے جنہوں نے اِحیائے اسلام اور اِعلائے کلمۃ اللہ کے لئے گرانقدر خدمات انجام دیں اور وقت کے سنگین فتنوں کا سدباب کیا، امت کو جرات، افکار کی حقیقت سے آگاہی اور خاموش انقلاب پیا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ ۹۷۱ھ سرہند میں پیدا ہوئے آپ کی

\*یکچرار شعبہ عربی جی۔ سی یونیورسٹی فیصل آباد

پرورش ہند میں مروجہ طریقوں کے مطابق ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اور کچھ علوم و فنون اپنے والد محترم سے سیکھے اور علامہ کمال کشمیری جیسے نامور اساتذہ سے زانوئے تلمذ کیا۔ آپ کی شہرہ آفاق تصنیفات میں سے رسالہ تھلیلیہ، رسالہ فی اثبات النبوة، مبدأ و معاد، مکاشفات غیبیہ اور معارف لدنیہ قابل ذکر ہیں۔ (۲) ان نگارشات میں سے رسالہ اثبات النبوة، رسالہ تھلیلیہ اور بعض مکتوبات عربی میں ہیں یہی مکتوبات ہمارے مقالہ کا موضوع ہیں جس کو میں نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

- ۱۔ عربی مکتوبات کا تعارف و اہمیت
- ۲۔ مکتوبات امام ربانی کا تجزیاتی و منہجی مطالعہ
- ۳۔ عربی اسلوب نگارش کے فنی محاسن

مکتوب نگاری کا فن قدیم ہے جس کے آغاز کا تاریخی طور پر تو صحیح علم نہیں ہو سکا البتہ اس کے شواہد قبل از اسلام زمانہ جاہلیت سے ملتے ہیں اور قدیم ترین کتب میں سے عدی بن زید، لقیط بن یحیرم الایادی اور حرب بن امیہ حدیث معاویہ بن ابی سفیان کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ (۳) جب ہم عصر صدر اسلام کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ لکھنے پڑھنے والوں کی تعداد بہت کم تھی لیکن فراست نبوی کی بدولت اسمیں خاصہ اضافہ ہوتا چلا گیا اور سیدنا علی بن ابی طالب، عثمان بن عفان، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم جیسے مشہور و معروف کاتبین نہ صرف منظر عام پر آئے بلکہ گراں قدر خدمات بھی انجام دیں۔ یہ سلسلہ بڑی شد و مد سے آگے بڑھتا رہا حتیٰ کہ اموی و عباسی دور میں مستقل فن کی شکل اختیار کر گیا اور سرکاری سطح پر ارباب حکومت سے پذیرائی ملی اور دیوان الحدید، دیوان الخراج، دیوان البرید، دیوان الخاتم، دیوان الرسائل جیسے معاہد وجود میں آئے اور مکتوب نگاری کے ارتقاء و تطور میں اہم کردار ادا کیا جس کی بدولت معاویہ بن ابی سفیان، زیاد بن ابیہ، حجاج بن یوسف، عبدالحمید الکاتب، ابن المقفع، جاحظ، ابوالعلاء المعری اور حسن بصری، جیسے اصحاب فن پیدا ہوئے اور گراں قدر خدمات انجام دیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی برصغیر پاک و ہند کے نامور ادیب صوفی و مجدد حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جنہوں نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرتے ہوئے مکاتیب کو اپنے پیغام کی نشر و اشاعت کا ذریعہ بنایا اور باطل فکر کو مٹایا اسی طرف علامہ اقبال رحمۃ اللہ اشارہ فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان  
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

برصغیر پاک و ہند میں شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ کا نام دینی بیداری اور مسلم تشخص کی حفاظت کے لئے کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کے مکاتیب نے علمی و فکری اور دعوتی و تحریکی میدان میں اپنی اہمیت کو منوایا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام اور کام کو دوام بخشا کہ ان کی شخصیت کے ہر پہلو پر دنیا بھر میں لکھا جا رہا ہے (۴) پاکستان میں فکر مجدد پر کام کرنے والوں میں صوفی غلام سرور نقشبندی، (۵) ڈاکٹر محمد مسعود احمد (۶) اور ڈاکٹر ہمایوں عباس (۷) اور اقبال مجددی (۸) کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکاتیب تین دفاتر پر مشتمل ہیں ان میں ۵۳۶ مکتوبات اور مکتوب البہیم کی تعداد ۱۹۲ ہے۔ اس گرانقدر علمی سرمایہ میں ۲۲ مکتوبات عربی میں ہیں شیخ کے عربی اسلوب نگارش پر بات کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ عربی مکاتیب کے موضوعات کا تعارف، اہمیت و افادیت اور اثر انگیزی پر بات کی جائے

**دفتر اول:** یہ ۳۱۳ مکتوبات پر مشتمل ہے اور در المعرفت کے نام سے موسوم ہے اس میں ۱۲ مکتوبات عربی میں ہیں باقی سارے فارسی میں ہیں۔

مکتوب نمبر ۲۱: یہ مکتوب شیخ محمد بن موسیٰ مکی لاہوری کی طرف ہے جس میں درجات و ولایت خصوصاً ولایت محمدی اور نسبت نقشبندیہ کی بلندی اور ان کے دائمی حضور کا ذکر ہے۔

مکتوب ۲۲: یہ مکتوب شیخ عبدالجبار کی طرف ہے جس میں روح اور نفس کا باہمی تعلق، انکے عروج و نزول، روحی و جسدی فنا و بقا کا ذکر ہے اور اسی طرح مقام دعوت، فانی اور مخلوق کی طرف لوٹائے گئے اولیاء کے درمیان فرق اور اللہ تعالیٰ کے نور کو ظلمت اور لامکانی کو مکانی کے ساتھ جمع کرنے کا ذکر ہے۔

مکتوب ۲۳: یہ مکتوب عبدالرحیم جو خان خانان کے نام سے مشہور ہیں کی طرف لکھا گیا اس میں شیخ ناقص سے اخذ طریقہ سے منع کرنے، اسکے مضرات، اور کفریہ القابات رکھنے سے روکنے کا ذکر ہے

مکتوب ۲۴: یہ محمد قلیج خان کی طرف ہے اس میں درج ذیل امور زیر بحث ہیں:

- (i) صوفی کائنات کا نئے ہوتا ہے
- (ii) دل ایک سے زیادہ اشیاء سے تعلق نہیں رکھ سکتا۔
- (iii) محبت ذاتی کا ظہور۔
- (iv) مقربین و ابرار کی عبادت کے درمیان فرق
- (v) بندہ اور رب تعالیٰ کے درمیان حجاب صرف نفس ہے

- (vi) محبت ذاتی موجود ہونے کی صورت میں محبوب کا انعام اور اس کی طرف سے تکلیف دونوں برابر ہو جاتے ہے
- (vii) ابرار و نیکوکار اللہ تعالیٰ کی عبادت، خوف عذاب اور طمع ثواب کے لئے کرتے ہیں۔
- مکتوب ۲۵: یہ مکتوب خواجہ جہان کی طرف ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاندانِ راشدین رضی اللہ عنہم کی متابعت کی ترغیب کا ذکر ہے یہ کہ تمام کمالات روح و سر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے وابستہ ہیں۔
- مکتوب ۲۶: یہ خط مولانا الحاج محمد لاہوری کی طرف ہے جس میں واضح کیا گیا ہے کہ شوق ابرار کو ہوتا ہے نہ کہ مقررین کو۔
- مکتوب ۱۳۵: یہ رسالہ مخلص دوست محمد صدیق کی طرف مراتب و ولایت اور بعض خصوصیات کے بارے میں ہے یہ کہ ولایت خاصہ محمد یہ عروج و نزول کے دونوں پہلوؤں کے اعتبار سے تمام مراتب و ولایت سے ممتاز ہے۔
- مکتوب ۱۵۸: یہ مکتوب شیخ حمید بنگالی کی طرف صادر فرما گیا جس میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ استعدادوں میں فرق کے مطابق مراتب کمال میں بھی فرق ہوتا ہے اور یہ کہ کمال میں تفاوت کبھی کمیت کے لحاظ اور کبھی کیفیت کے اعتبار سے اور کبھی بیک وقت دونوں اعتبار سے ہوتا ہے۔
- مکتوب ۲۰۵: یہ مختصر سا رسالہ محمد اشرف کابلی کی طرف لکھا جس میں اصلی مقصود صاحب شریعت ﷺ کی متابعت کا ذکر ہے۔
- مکتوب ۲۸۹: مولانا بدر الدین کی طرف لکھے گئے اس خط میں قضا و قدر کے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں اور یہ موصوف کے طویل ترین عربی خطوط میں سے ہے۔
- مکتوب ۲۹۷: اس مکتوب کے مرسل الیہ مولانا بدر الدین سرہندی ہیں جس میں ذات الہی کے احاطہ کرنے کا ذکر اور اسکی مثالوں سے وضاحت کی گئی ہے، اور اسی طرح و جوبی و امکانی مراتب کی حفاظت و رعایت کا ذکر ہے
- مکتوب ۳۰۸: اس کے مکتوب الیہ مولانا فیض اللہ پانی پتی ہیں جس میں معروف حدیث نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام 'کلمتان خفیفتان علی اللسان و ثقیلتان فی المیزان۔۔۔۔۔' کی وضاحت کی گئی ہے
- دفتر دوم: یہ دفتر ۹۹ مکتوبات پر مشتمل ہے اور نور الخلاق کے نام سے مشہور ہے اس میں ایک عربی مکتوب ہے جو مولانا محمد صدیق کی طرف ہے جس میں اللہ تعالیٰ بعض کالمین کے ساتھ بالمشافہ کلام فرماتا ہے کا ذکر ہے۔
- دفتر سوم: یہ دفتر قرآن کی سور کے مطابق ۱۱۴ مکتوبات پر مشتمل ہے اور معرفۃ الحقائق کے نام سے موسوم ہے بعد میں دس مکاتیب کا اضافہ ہوا اس طرح کل تعداد ۱۲۴ ہو گئی اس میں ۹ مکتوبات عربی میں ہیں جن کے مضامین کی تفصیل درج ذیل ہے۔
- مکتوبات ۱۹: اس خط کے مرسل الیہ میر محمد نعمان ہیں جس میں قرآنی آیت ما اتکم الرسول فخذوه کی وضاحت کی گئی ہے۔

مکتوب ۴۵: یہ رسالہ مولانا سلطان سرہندی کی طرف ہے جس میں مومن کے دل کے بلند مقام و مرتبہ اور ایذا رسانی سے منع کرنے کا ذکر ہے۔

مکتوب ۴۶: یہ خط مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید کی طرف صادر فرمایا جس میں عروج و نزول کا ذکر ہے یہ خط معنایاً منقول ہے۔  
مکتوب ۵۳: حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم مدظلہ کی طرف لکھا گیا یہ خط ذات اور صفات کے وجودی اور شہودی طور پر زوال کے ذکر کے متعلق ہے۔

مکتوب ۷۲: اس رسالہ کے مکتوب رالیہ مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم ہیں جس میں صاحب فصوص ابن عربی کے کلام کی شرح تجلی ذات اور اسکی تحقیق اور اس بارے میں آپ رحمۃ اللہ کی خاص رائے کا ذکر ہے۔

مکتوب ۱۱۷: اس کتاب کے مکتوب الیہ شیخ غلام محمد ہیں جس میں قرآنی آیت ان فی ذلک لذکرى کے مفہوم کی وضاحت اور دیگر اعتراضات کا ذکر ہے

مکتوب ۱۱۸: یہ مکتوب مولانا عبدالقادر انبالوی کی طرف ہے جس میں شیخ سہروردی کی کتاب العوارف میں مذکور مرفوع حدیث مصطفیٰ ”قرآن کی جو بھی آیت ہے اس کا ایک ظاہر اور ایک باطن.... کی وضاحت کا ذکر ہے

مکتوب ۱۱۹: یہ خط مولانا مودود محمد کی طرف ہے (۹) جس میں شیخ شہاب الدین سہروردی کی کتاب العوارف کے نویں باب جس میں ”صوفیہ کی طرف منسوب اقوال“ کی وضاحت کا ذکر ہے۔ (۱۰) ان مذکورہ موضوعات کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ شیخ مجدد الف ثانی نے تصوف سے متعلق اہم ترین موضوعات پر گفتگو فرمائی ہے لہذا ایسے موضوعات جو حقیقت میں ناقص اور تصوف کے حوالہ سے قابل اعتراض تھے ان پر تنقید بھی فرمائی ہے یوں لگتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پیش نظر تصوف سے متعلق رائج اور مشہور مصطلحات کی وضاحت بھی تھی کہ آپ غلط رسوم و رواج پر رائج الوقت نظریات کی تصحیح کے عظیم الشان منصب پر فائز ہوتے ہوئے انتہائی محتاط و تحقیقی رویہ اپنایا ہے۔ جہاں تک آپ کے منہج کا تعلق ہے تو وہ بہت سے فنی اوصاف و خصائص سے متصف ہے چند ایک محاسن حسب ذیل ہیں:

☆ اکثر مکاتیب گرامی دعائیہ کلمات سے شروع ہوتے ہیں جس سے حضرت شیخ کا انداز گفتگو بھی ظاہر ہوتا ہے اور یہ بھی کہ آپ کے قلب مبارک میں عامۃ الناس کے لئے جس قدر چاہتیں اور خواہشیں پوشیدہ تھیں ایسا لگتا کہ دل مبارک ان خوبصورت جذبات و احساسات کی آماجگاہ تھا جن سے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ اہموجتبی ﷺ کا سینہ انور مامور تھا آپ کے مستعملہ اور مستخدم مددعائیہ کلمات میں سے:

☆ الحمد لله والسلام على عباده الذين اصطفى (مکتوب ۵۱، ۷۴، ۱۱۷)

☆ سلمکم اللہ سبحانہ و عافاکم بحرمة سید المرسلین علیہ و علی آلہ الصلوٰات

والتسلیمات (مکتوب ۲۴)

☆ سلم اللہ تعالیٰ قلبکم و شرح صدورکم و زکی نفسکم.... (مکتوب ۲۵)

ثبتنا اللہ سبحانہ و ایاکم علی جادة الشریعة المصطفویة علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة (مکتوب ۲۶)

☆ الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین (مکتوب ۴۵)

☆ نحمدہ ونستعینہ ونصلی علی سیدنا ومولانا وشفیع ذنوبنا محمد وآلہ واصحابہ

(مکتوب ۴۶) قابل ذکر ہیں اسی طرح مکتوبات کے اختتام پر بھی دعائے کلمات بکثرت آئے ہیں جیسے: والسلام

علیکم و علی جمیع من اتبع الهدی (مکتوب ۲۳، ۲۴، ۲۹، ۵۱)

☆ والسلام ختام الکلام (مکتوب ۲۲)

☆ والسلام اولاً و آخراً (مکتوب ۲۳)

☆ الحمد لله اولاً و آخراً والصلوة والسلام علی نبیہ دائماً و سرمداً (مکتوب ۲۶)

☆ والسلام علی من اتبع الهدی و التزم متابعة المصطفی علیہ و علی آلہ الصلوٰات

والتسلیمات دائماً (مکتوب ۲۰۵)

دعائے کلمات کے بعد کبھی کبھی اما بعد کے کلمات بھی استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ کا

مکتوب ۴۵ جو سلطان السرہندی کی طرف مؤمن کے دل کے بلند مقام و مرتبہ کے بارے میں ہے اور مکتوب ۲۸۹ جو

مولانا بدرالدین کی طرف اسرار قضا و قدر کے متعلق ہے۔

☆ قرآنی آیات و احادیث نبویہ سے استشہاد و استدلال آپ کے منہج کی اہم ترین خوبیوں میں سے ہے۔ اس سے یہ

بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مجدد کے ہاں استدلال کی اساس کس قدر قوی و مضبوط ہے اور یہ تاثر بھی زائل ہوا کہ

صوفیاء کے ہاں علمی پیش رفت مطلوب نہیں ہوتی بلکہ ان کے ہاں صرف عقیدت مندی کی کاروائی کا فرما ہوتی ہے۔

دفتر اول مکتوب ۲۳، ۲۶، ۲۸، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴

سوم مکتوب ۵۳ اور ۷۲ ملاحظہ فرمائیے۔

☆ منج مجدد الف ثانی کے خصائص میں سے استدلال عقلی و نقلی ایک اہم وصف ہے اور یہ انداز مکاتیب میں واضح اور کھلا ہوا محسوس ہوتا ہے جس کی عمدہ مثال میر محمد نعمان کو آیت مبارکہ ﴿ماتنا کم الرسول فخذوه﴾ کی وضاحت میں لکھا ہوا مکتوب ہے۔

☆ مخالفین کا رد، معترضین کے اعتراضات کا جواب نہایت ہی بلیغ، علمی و ادبی و تحقیقی انداز میں ان مکاتیب کا امتیاز ہے جس کی واضح و بین مثال شیخ غلام محمد کی طرف آیت مبارکہ ﴿ان فی ذلک لذکرى﴾ کی وضاحت اور دیگر اعتراضات کے جواب میں لکھا ہوا مکتوب اور مولانا بدرالدین کی طرف اسرار قضاء و قدر کے متعلق لکھا ہوا مکتوب ہے۔

☆ شیخ مجدد مصلح اور داعی تھے آپ کا داعی نہ لب و لہجان خطوط سے ظاہر ہوتا ہے آپ ایسے الفاظ و کلمات کا انتخاب کرتے ہیں جو جزلہ و مالوفہ اور عام فہم ہوتے ہیں اور ان میں اپنائیت اور پیار کا رنگ نظر آتا ہے، اور اسی طرح ہر شخصیت کے شایان شان القابات استعمال کرتے اور نبی رحمت ﷺ کے نام نامی کے ساتھ درود و سلام لکھنے کا نہ صرف اہتمام فرماتے بلکہ ایسے کلمات کا انتخاب فرماتے جس سے آپ کی محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ ﷺ کے ساتھ بے پناہ عقیدت، محبت اور عشق کا اظہار ہوتا ہو۔

ڈاکٹر کی مبارک نے اپنی انتہائی وقیع کتاب ”النشر الفنی فی القرون الرابع“ میں جن نثری فنی محاسن کا ذکر کیا ہے کاش وہ دسویں اور گیارہویں صدی جو کہ دور انحطاط شمار ہوتا ہے اس دور کے اساطین نثر کا شمار بڑے نثر نگاروں میں کرتے اور پھر ان کے نثر میں فنی محاسن کا ذکر کرتے تو ان میں حضرت شیخ احمد سرہندی کا ذکر ضرور کرتے۔ حضرت شیخ مجدد کے مکتوبات فارسی زبان کے تو شاہکار ہیں ہی لیکن وہ مکتوبات جنہیں آپ نے عربی میں تحریر فرمایا وہ یقیناً عربی زبان کے نمائندہ نمونے بھی ہیں اور انہیں عربی ادب کے شہ پارے بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔

**اسلوب نگارش ایسا کہ دل کو چھو لے:**

فصح عربی میں لکھے گئے یہ خطوط عجب سحر انگیزی کا تاثر دیتے ہیں بلکہ کئی ایک مقامات پر قرآنی انداز غالب نظر آتا ہے۔ بطور مثال مکتوب نمبر 22 جو حضرت شیخ محمد مفتی لاہوری کے نام تحریر فرمایا اس کی ابتداء اس انداز سے ہوتی ہے:

”سبحان من جمع بین النور والظلمة وقرن اللامکانی المتبری عن الجهة مع المکانی  
الحاصل فی الجهة فحبب الظلمة إلى النور فعشق بها وامتزج معها ا بکمال المحبة لیز داد بهذا التعلق

جلاء ہ، ویکمیل بمجاورة الظلمة صفاء ہ کالمرآة اذارید صفالنها... رفع رأسه وتذکر ماصل عنه  
فرجع القهقری قائلاً“.

”پاک ہے وہ ذات جس نے نور اور ظلمت کو جمع کر دیا اور اس نے لامکانی جہت سے مبرا کو ممکن شے کے ساتھ جو جہت میں موجود ہے ملا دیا، تو اس نے نور کے لئے ظلمت و اندھیرے کو محبوب بنا دیا اور نور کو ظلمت پر عاشق بنا دیا اور ظلمت کے ساتھ کمال محبت کے ساتھ تعلق اور ربط قائم کر دیا تاکہ اس طرح نور کی جلاء میں مزید نورانیت پیدا ہو جائے اور ظلمت کے ساتھ پڑوس کے باعث نور کی صفائی درجہ کمال کو پہنچ جائے جس طرح آئینہ کو جب خوب صاف اور صیقل کرنا اور اسکی لطافت کا اظہار مقصود ہو تو اولاً شیشہ پر مٹی ڈالتے ہیں تاکہ مٹی کی ظلمت اس کے ساتھ لگنے سے اس کی خوب صفائی ہو اور کثافت طینی کے تعلق سے اس کی رونق دوبالا ہو۔ تو اس نور کو پہلے جو شہود قدسی حاصل تھا یہ اس کو بھول گیا بلکہ اپنے معشوق ظلمانی میں استغراق اور بیکل جسمانی کے ساتھ تعلق کی وجہ سے یہ نور اپنی ذات اور توالیع وجود کو بھی فراموش کر گیا اور اس کے ساتھ صحبت اور ہم نشینی کے باعث اصحاب مشئمہ میں سے ہو گیا اور اس کی مجاورت اور پڑوس کی وجہ سے اصحاب مہینہ کی کرامات کو بھی ضائع کر گیا تو اگر اسی استغراق کی تنگی میں پڑا رہا اور فضاء اطلاق کی طرف نہ نکلا تو اس پر بہت افسوس، کیونکہ اسے مقصود میسر نہ آسکا اور اپنی استعداد کا جو ہر ضائع کر دیا تو دور کی گمراہی میں جا پڑا اور اگر نیکی اس کی طرف سبقت کر کے آگئی اور اعلیٰ درجہ کی عنایت اس کے شامل حال ہوگئی اور اس نے سراٹھایا اور جس کو گم کر چکا تھا پالیا اور یہ کہتے ہوئے اٹلے پاؤں لوٹ آیا۔“ (دفتر اول مکتوب ۲۲)

دوسری وجہ امتیاز یہ نظر آتی ہے کہ آپ اکثر اوقات اپنے کلام مبارک کو آیات قرآنیہ سے مدلل و مزین فرماتے ہیں مثلاً اس حصہ کلام کو بغور دیکھیے جس میں شیخ ناقص سے اخذ طریقہ سے منع کرنے، اور اس کے مضمرات اور کفریہ القابات رکھنے سے روکنے کا ذکر ہے اور پھر استدلال کے لئے سورۃ ابراہیم کی آیت کریمہ مثل کلمة حبیثة کشحرة حبیثة..... وفرعها فی السماء کو بغور دیکھیے یوں لگتا ہے کہ کلام مبارک کو جیسے نغوں سے جڑا ہو۔ (دفتر اول، مکتوب ۲۳)

اسی طرز کے امتیازات اور مزید مثالیں دفتر اول مکتوب ۱۵۸، ۲۸۹، اور دفتر سوم مکتوب ۱۹، ۵۳ اور ۱۱۸،

میں موجود ہیں۔

☆ تیسری خوبی استدلال عقلی ہے بے شمار مقامات ایسے ہیں جہاں حضرت الشیخ رحمہ اللہ علیہ نے استدلال عقلی کو اکٹھا کیا ہے اور اس کے لئے عقلی و نقلی دلائل کو یکجا کر دیا ہے جس سے تمام حجت بھی ہوتا ہے اور اسلوب میں حسن بھی پیدا

ہوتا ہے مثال کے طور پر دفتر اول مکتوب ۳۸ میں معروف حدیث مبارک ”کلمتان خفیفتان علی اللسان کے معانی کی وضاحت کرتے ہوئے خوبصورت اور حسین انداز میں استدلال عقلی اس انداز سے کرتے ہیں

.... ”وجه خفتہما علی اللسان ظاہر لقلۃ الحروف وأما وجه ثقلہما فی المیزان وكونہما حبیبین إلی الرحمان فلأن الجزء الأول من الكلمة الأولى یفید تنزیہہ تعالیٰ وتقديسہ سبحانہ عمالایلیق بجناب قدسہ عزوجل وإبعاد جناب کبریائہ عن صفات النقص وسمات الحدود والزوال....“

”ان دو کلمات کے زبان پر ہلکا ہونے کی وجہ تو ظاہر ہے کہ ان کے حروف تھوڑے ہیں اور ان کے میزان میں بھاری ہونے اور خدائے رحمان کو پیارے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ پہلے کلمہ کا جزء اول ((سبحان اللہ)) ان تمام چیزوں سے جو اس کی جناب قدس عزوجل کے لائق نہیں ہیں سے اس کی بلند ذات کی تزیینہ و تقدیس کا فائدہ دیتا ہے اور اس کی جناب کبریاء کا صفات نقص اور حدود و زوال کے نشانات سے پاک ہونا ظاہر کرتا ہے“ (دفتر اول، مکتوب ۳۸) پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

”وحاصل الكلمة الثانية اثبات جميع التنزيهات والتقديسات له تعالى مع اثبات العظمة والكبرياء له.... وأيضاً التسبيح مفتاح التوبة بل زيادة التوبة.... وسيلة إلی محو الذنوب و عفو السيئات فلا جرم يكون تقيلاً في الميزان ومرجحاً لكفة الحسنات وحبیباً إلی الرحمن لأنه سبحانه يحب العفو

اور دوسرے کلمہ کا حاصل یہ ہے کہ تمام تزیینات و تقدیسات اللہ ہی کے لئے ہیں اور عظمت اور کبریاء کا اثبات بھی اسی ذات کے لئے ہے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس بلند ذات سے نقائص کا مسلوب ہونا، صرف اس کی عظمت اور کبریائی کی وجہ سے ہے لہذا دونوں کلمے میزان میں بھاری ہونگے اور خدا کو پیارے ہیں۔ نیز تسبیح توبہ کی چابی بلکہ اس کا نچوڑ اور خلاصہ ہے جیسا کہ میں بعض مکاتیب میں اس کی تحقیق کر چکا ہوں تو تسبیح گناہوں کو مٹانے اور خطاؤں کے معاف کرنے کا وسیلہ ہے اسی بنا پر بھی یہ میزان میں بھاری ہے اور حسنات کے پلے کو جھکانے والی ہے اور خدا کو پیاری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عفو و درگزر کو پسند کرتا ہے۔“ (دفتر اول، مکتوب ۳۸)

## الاسلوب الخطابی:

آپ کے اسلوب مبارک کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے آپ کے مکاتیب و نگارشات میں خطابی اسلوب پایا جاتا ہے جو ذہنوں کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کرتا ہے اور استعداد کار کو مہمیز لگاتا ہے بس اسی اسلوب خطابی میں بارہا استدلال بالفلسفہ یا الاستدلال بالمنطق کا انداز واضح اور کھلا ہوا محسوس ہوتا ہے اور اسی طرح کے طریقہ استدلال کو الاستدلال بالفلسفہ یا الاستدلال بالمنطق کا نام دے سکتے ہیں۔ آپ اکثر تعلیم کی خاطر اپنے منسوبین کو خطاب کر کے فرماتے ہیں اور تلقین کا یہ انداز بے پناہ اثر انگیز معلوم ہوتا ہے مکتوب نمبر ۲۳ میں فرماتے ہیں:

اعلم أيها الأخ القابل لظهور الكمالات أظهر الله سبحانه وتعالى فعلكم من القوة أن الدنيا مزرعة الآخرة فويل لمن لم يزرع فيها وعطل أرض الاستعدادات وأضاع بذرا أعمال... بين الطرق وبين الاستعدادات المختلفة سلكه طريق السلوك بتداء فاضل عن الطريق لما ضلّ

’اے ظہور کمالات کے لائق بردار عزیز! اللہ تعالیٰ تمہیں قوت سے فعل کی طرف لائے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے تو اس شخص پر افسوس جس نے اس میں کچھ نہ بویا اور ارض استعداد کو خالی رکھا اور تخم اعمال کو ضائع کر دیا اور یہ بھی جانا چاہیے کہ زمین کو ضائع کرنا اور خالی رکھنا دو طرح سے ہے ایک یہ کہ اس میں کچھ نہ بوئے دوسرا یہ کہ اس میں خبیث اور ردی تخم ڈالے۔ بیج ضائع کرنے کی یہ دوسری قسم ضرر و فساد میں پہلی قسم سے بہت زیادہ ہے جیسا کہ مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ اور بیج کی خرابی اور فساد یہ ہے کہ انسان پیر ناقص سے اخذ طریقہ کرے اور اس کے راستے پر چلے کیونکہ پیر ناقص اپنی خواہش نفس کا تابع اور پیروکار ہوتا ہے اور جس چیز میں خواہش اور ہوائے نفسانی کی آمیزش ہو وہ مؤثر نہیں ہو سکتی اور اگر اثر کرے گی بھی تو خواہش نفس کی ہی معاونت کرے گی تو اس طرح تاریکی پر تاریکی میں اضافہ ہوگا۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ پیر ناقص اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے راستوں اور نہ پہنچانے والے راستوں میں تمیز و فرق نہیں کر سکتا کیونکہ وہ خود اب تک غیر واصل ہے نیز یہ کہ پیر ناقص طالبوں کی مختلف استعدادوں میں تمیز نہیں کر سکتا اور جب طرق جذبہ اور طریق سلوک میں تمیز نہیں کر سکتا تو عین ممکن ہے کہ ایک طالب کی استعداد طریق جذبہ سے مناسبت رکھتی ہو اور ابتدائے حال میں طریق سلوک سے مناسبت نہ ہو اور پیر ناقص طرق مختلفہ اور استعدادات مختلفہ میں تمیز نہ کر سکنے کی وجہ سے ابتداء سے طریقہ سلوک پر چلا دے تو طالب کو بھی گمراہی میں ڈال دے جس طرح خود گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔‘ (دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۳)

اسی طرح مکتوب نمبر ۱۳۵، ۱۵۸، ۳۰۸، اور دفتر دوم سے مکتوب نمبر ۵۱ خطابی اسلوب و انداز کی عمدہ و بہترین مثالیں ہیں۔

## الاسلوب الحکیم:

اسی طرح ایسے اسلوب کی مثالیں بھی بہت عام ملتی ہیں جسے علم البدیع کی زبان میں الاسلوب الحکیم کہا گیا ہے دیکھیے مکتوب نمبر ۱۹ کی یہ عبارت:

الحمد لله رب العلمين في السراء والضراء وفي العافية والبلاء فعل الحكيم جل  
سلطانه لا يخلو عن حكمة و مصلحة لعل الله سبحانه يريد به الصلاح  
﴿عسى ان تكرهوا شيئا وهو خير لكم و عسى ان تحبوا شيئا وهو شر لكم و الله  
يعلم و انتم لا تعلمون﴾ (سورة البقرة: ۲۱۶) فاصبروا على بلائه و ارضوا بقضائه سبحانه و  
تعالى و اثبتوا على طاعته تعالى و اجتنبوا عن معاصيه سبحانه انا لله و انا اليه راجعون (سورة  
البقرة: ۱۵۶) قال الله تبارك و تعالى

﴿ما أصابكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم و يعفو عن كثير﴾ (الشورى):  
۳۰) فتوبوا الى الله سبحانه و استغفروا ربكم عما كسبت أيدينا و استلوا العفو و العافية من  
الله سبحانه و تعالى عفو يحب العفو و اجتنبوا عن البلاء ما استطعتم فانّ الفرار مما لا يطاق من  
سنن المرسلين عليهم الصلوات و التسليمات و نحن في عين البلاء مع العافية فلله سبحانه  
الحمد و المنة.

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں خوشی اور پریشانی میں، عافیت اور مصیبت میں، اس حکیم و دانایانہ ذات کا کوئی فعل حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہے۔ یقیناً اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس سے اصلاح اور درستگی کا ارادہ رکھتا ہے۔ قریب ہے کہ تم کسی چیز کو برا سمجھو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ تم اللہ کی آزمائش پر صبر کرو اور اس کی قضا پر راضی رہو اور اس کی عبادت پر ثابت قدم رہو اور اس کی نافرمانی سے بچو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے اعمال کا بدلہ ہے اور وہ (اللہ) تو بہت سی باتوں سے درگزر فرمادیتا ہے،“ پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے توبہ کرو اور اپنے ہاتھوں سے کئے ہوئے اعمال سے اپنے رب کے حضور بخشش مانگو اور اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ سو جتنا ہو سکے آزمائش و بلاء سے بچو چونکہ ہر وہ چیز جس کا بوجھ برداشت کرنے کی ہمت و طاقت نہ ہو اس سے

چھوڑ دینا ہی سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ اور ہم عین بلاء و آزمائش میں ہیں عافیت کے ساتھ اور اس پر اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے۔ اور اسی کا احسان ہے۔ (دفتر سوم مکتوب ۱۹)

### الفاظ و تراکیب کا حسین امتزاج:

پانچویں صفت بطور خاص قابل لحاظ ہے اس صفت کو ہم الفاظ و تراکیب کا حسین امتزاج بھی کہہ سکتے ہیں یعنی حضرت شیخ الفاظ کے استعمال میں انتہائی محتاط دکھائی دیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ تراکیب ایسی لاتے ہیں کہ خالص عرب اگر پڑھیں تو عیش و عش کرائیں اور ان تراکیب کے استعمال میں آرد کا پہلو کہیں بھی نظر نہیں آتا بس ہر طرف آمد ہی آمد ہے یوں لگتا ہے الفاظ آپ کے حضور ہاتھ باندھے حاضر رہتے ہیں۔ اور آپ سلیقے کے ساتھ جب چاہیں اور جیسے پسند فرمائیں ان الفاظ کو چنتے اور انتہائی سلیقے کے ساتھ جڑتے جاتے ہیں۔ انھی الفاظ کے حسین جڑاؤ سے خوبصورت تراکیب تشکیل پاتی ہیں اور اگر الفاظ لا جواب اور تراکیب بے نظیر ہوں تو ان خوبصورت اور حسین و دل فریب الفاظ کا کیا کہنا بس نور علی نور ہی سمجھیے جناب حضرت شیخ کے ہاں ایسے ہی خوبصورت اور حسین و دل فریب تراکیب باہم دگر ملی اور جڑی ہوئی محسوس ہوتی ہیں ایسے ہی خوبصورت الفاظ اور حسین و دل فریب تراکیب کو یکجا دیکھنے کے لیے دفتر اول مکتوب ۲۴ کی یہ عبارت قابل لحاظ ہے:

”و القلب لا يتعلق محبته بأكثر من واحد فما لم يزل تعلقه الحبي بذلك الواحد لم يتعلق بما سواه محبته وما يرى من كثرة مراداته و تعدد تعلق محبته بالأشياء المتكثرة كالمال و الولد و الرياسة و المدح و الرفعة عند الناس فثمة أيضا محبوبه لا يكون آلا واحدا و هو نفسه...“

”اور قلب کی محبت ایک سے زیادہ اشیاء کے ساتھ نہیں ہو سکتی تو جب تک اس کا تعلق حقیقی اس ایک کے ساتھ رہے گا اس کے ماسوا کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ جو انسان کی بہت مرادیں اور کثیر اشیاء مثلاً مال، اولاد، سرداری، مدح، لوگوں کے سامنے بلندی رتبہ کے ساتھ تعلق محبت محسوس ہوتا ہے، تو یہاں بھی فی الواقع اس کا محبوب ایک ہی شے ہے اور وہ اس کا نفس ہے۔“

اسی طرح کے خوبصورت و حسین و جمیل کلمات و تراکیب کا استعمال کرتے ہوئے اسی مکتوب میں کچھ اسی طرح سے بھی رقمطراز ہیں

”هذه رتبة المقربين فإن الإبرار إنما يعبدون الله خوفا و طمعا و هم راجعان إلى

انفسہم لعدم فوزهم بسعادة المحبة الذاتية فلا جرم يكون حسنات الأبرار سيئات المقربين  
فحسنات الأبرار حسنات من وجه وسيئات من وجه وحسنات المقربين حسنات محضة“  
”یہ مقربین کا مقام و مرتبہ ہے کیونکہ ابراہیمؑ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت طمع اور خوف کی بنا پر کرتے ہیں اور طمع  
و خوف کا تعلق اور واسطہ خود ان کی اپنی ذات سے ہوتا ہے اور یہ کوتاہی اس بنا پر ہے کہ انہیں محبت ذاتی کی سعادت  
نصیب نہیں ہوتی۔ (اس تحقیق سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ) ابراہیمؑ کی نیکیاں مقربین کے لئے برائیوں کا حکم  
رکھتی ہیں تو ابراہیمؑ کی حسنات ایک لحاظ سے حسنات ہیں اور ایک لحاظ سے سیئات۔ اور مقربین کی حسنات من کل الوجوه  
حسنات ہیں۔“ (دفتر اول مکتوب: ۲۴، ص ۲۲، ۲۳)

### ایجاز و اطناب:

شیخ رحمۃ اللہ کے مکتوبات ایجاز و اطناب کا حسین و دل فریب مرقع ہیں آپ متقاضی الحال کو ملحوظ رکھتے ہیں  
آپ کے طویل ترین مکاتیب میں مکتوب ۲۸۹ جو مولانا بدر الدین کی طرف اسرار قضا و قدر کے بارے میں اور مکتوب  
۴۵۳ جو مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم کی طرف ہیں، اسی طرح مختصر ترین خطوط میں سے مکتوب ۲۰۵، جو خواجہ  
محمد اشرف کابلی کی طرف، اور مکتوب ۵۱ جو شیخ محمد صدیق کی طرف ہے ایجاز و اطناب کی خوبصورت و حسین مثالیں ہیں۔  
عمرہ و ماہرانہ تصویر کشی:

جس طرح ایک ماہر اور چابکدست فنان اپنے ہاتھ کی صفائی سے ماہرانہ تصویر کشی کے عمل کو زیادہ مضبوط  
و خوبصورت بناتا ہے خوبصورتی اور مہارت سے تیار کردہ تصویریں صرف لکیروں کا مجموعہ نہیں بلکہ زندہ جاوید اور متحرک  
نظر آتی ہیں ان تصویروں میں حرکت زندگی کی علامت تو ہوتی ہی ہے لیکن حسین و دل فریب رنگ ان کی زندگی میں  
مزید چارچاند لگا دیتے ہیں مکتوب نمبر ۲۶ کی درج ذیل عبارت انتہائی اہم اور موزوں ہے کیونکہ آسمیں صور و خیال  
انگیزی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور تصویریں متحرک نظر آتی ہیں اور تصویروں میں زندگی تو موجزن محسوس ہوتی ملی ہے لیکن  
ساتھ ہی ان میں رنگوں کی برسات بھی ہے ایسی تصویر جو اتنی متحرک ہو کر چلتی پھرتی محسوس ہو اور پھر ان میں مختلف  
رنگوں کی آمیزش سے مزید جاندار بنا دے ملاحظہ کیجئے مکتوب ۲۶ کی عبارت:

” ثبتنا الله سبحانه و اياكم على جادة الشريعة المصطفوية على صاحبها الصلوة  
والسلام والتحية ورد في الحديث القدسي ” الاطال شوق الأبرار إلى لقائي وانا إليهم لأشد

شوقاً أثبت الله سبحانه الشوق للابراز لأن المقر بين الواصلين لا شوق لهم لأن الشوق يقتضى  
الفقد والفقد فى حقهم مفقود....“

”اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والختیہ کے طریقہ پر قائم و ثابت  
رکھے۔ حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ (ابراہیم کو میری ملاقات کا شوق عرصہ دراز سے دامن گیر ہے اور میں ان کی  
ملاقات کا شوق ان سے بھی زیادہ رکھتا ہوں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس کلام میں ابراہیم کے لئے شوق ثابت کیا ہے کیونکہ  
مقر بین واصلین کو کوئی شوق نہیں ہوتا کیونکہ شوق کسی شے کے گم ہونے کا متقاضی ہے اور گم ہونا مقر بین کے حق میں  
مفقود ہے۔“ (دفتر اول مکتوب ۲۶)

حرکت زندگی کو مختلف رنگوں کی آمیزش سے مزید جاندار بناتے ہوئے اسی مکتوب میں رقمطراز ہیں:

”ولرفع الشوق مقام آخر أكمل من الأوّل وأتمّ منه وهو مقام الياس والعجز عن  
الإدراك فان الشوق يتصور فى المتوقع فحيث لا توقع لا شوق واذا رجع هذا الكامل البالغ  
نهاية الكمال إلى العالم رجوع القهقرى لا يعود إليه الشوق أيضا مع وجود الفقد بالرجوع لأن  
زوال شوقه ما كان لوجود الفقد بل لحصول الياس وهو موجود بعد الرجوع أيضاً بخلاف  
الكامل الأوّل فإنه يعود إليه الشوق برجوعه إلى العالم لحصول الفقد الذى زال من قبل فحين  
وجد الفقد بالرجوع حصل الشوق الذى زال بزواله“

”اور اس شوق کے زائل ہو جانے کا مقام اور ہے جو اول سے اکمل اور اتم ہے اور وہ ادراک سے عاجز اور نا  
امید ہونے کا مقام ہے کیونکہ شوق متوقع چیز کا ہوتا ہے جب کسی شے کی توقع اور امید نہ ہو تو اس کا شوق بھی نہیں ہوتا۔ تو  
جب یہ کامل جو نہایت کمال کو پہنچ چکا ہوتا ہے اس عالم کی طرف رجوع قہقری کرتا ہے تو رجوع کی وجہ سے مطلوب کے  
مفقود ہونے کے باوجود وہ شوق عود نہیں کرتا کیونکہ شوق کا زوال مطلوب کے گم ہونے کی بنا پر نہیں تھا بلکہ اس کا زوال یاس  
اور ناامیدی کے حصول کی بنا پر تھا اور وہ رجوع الی الخلق کے بعد بھی موجود ہے لیکن اسکے برعکس کامل اول کا شوق عالم کی  
طرف رجوع کرنے سے واپس عود کرتا ہے کیونکہ وہی مطلوب کی گمشدگی پھر اسے حاصل ہو جاتی ہے جو پہلے زائل ہو  
چکی تھی تو جب رجوع کے باعث مطلوب کا فقدان پایا گیا تو وہ شوق پھر حاصل ہو جاتا ہے۔ جو اس کے زوال کے باعث  
زائل ہو چکا تھا۔ (دفتر اول مکتوب ۲۶ ص ۲۷، ۲۸)

## نتائج تحقیق و سفارشات:

الغرض جناب شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات، فارسی ہوں یا عربی، فن کے کمال کو پہنچے دکھائی دیتے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ نہایت مشاق لکھاری اپنی مہارت و کاریگری سے الفاظ کے موتی بکھیرتا اور پروتا چلا جاتا ہے بکھیرتا تب ہے جب ان بکھرے موتیوں کی ضرورت ہو اور پروتا تب ہے جب ان بکھرے موتیوں کو حسن و خوبی سے ہار کی طرح پرونے کی ضرورت ہو۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اسلوب تحریر پر نظر ڈالیں تو محسوس ہوتا ہے کہ عربی زبان کے تمام محاسن و اسالیب کو وہ اپنی تحریر میں استعمال کرتے ہیں اس طرح ان کی عربی عبارات فنی طور پر نہایت شستہ، سلیس ابہامات سے پاک اور سمجھنے میں آسان ہوتی ہیں، آپ کی ان عبارات کا کسی بھی عرب کی عبارات سے موازنہ کیا جاسکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ آپ کی عربی نگارشات کو مختلف سطح کے نصابات میں شامل کیا جائے تاکہ طلباء برصغیر کے عربی اسلوب سے آگاہ ہو سکیں۔ اور اسی طرح ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطحوں پر تحقیقی و علمی مقالات بھی لکھوائے جاسکتے ہیں تاکہ عرب علماء بھی برصغیر پاک و ہند کے علمی و ادبی ورثہ سے استفادہ کر سکیں۔

## حوالہ جات

- (۱) سورة یونس ، الآیة : ۶۲
- (۲) مزید احوال کے لئے ملاحظہ فرمائیں المکتوبات الجدید، از مفتی محمد علیم، ص ۱۔
- (۳) تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ الاغانی لاصفہانی ۲۰/۱۸-۲۳، وجمہرۃ انساب العرب ص ۲۰۳، الفن ومذاہبہ فی النثر العربی لشوقی ضیف ص ۱۸، وجمہرہ رسائل العرب لاحمد زکی صفوت، ۲۶/۱-۱۲/۱
- (۴) تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں ”مکتوبات امام ربانی کے مآخذ از ڈاکٹر ہمایوں عباس نٹس، 2008 طبع تحقیقات لاہور اور راقم کا مقالہ بعنوان ”درستہ و تحقیق مکتوبات الامام الربانی“، مطبوعہ مجلہ معارف اولیاء لاہور
- (۵) آپ کی کاوشوں کے نتیجے میں ارمان امام ربانی (مجموعہ مقالات) فکر ربانی (مجموعہ مقالات) عقائد اہل سنت و جماعت، اور نظر مجدد (مجموعہ مقالات) قابل ذکر ہیں
- (۶) آپ کی بے مثال کاوش موسوعۃ جہان امام ربانی 11 مجلدات میں اور باقیات جہان امام ربانی تین مجلدات کی شکل میں ہے

- (۷) آپکی نگارشات میں مجدد الف ثانی کی تفسیری و فقہی خدمات مقالہ برائے پی ایچ ڈی مکتوبات امام ربانی کے مآخذ، اور معارف حدیث قابل ذکر ہیں۔
- (۸) آپکی جہود میں سے مقامات معصومی، مقامات مظہری و دیگر تحقیقات شامل ہیں
- (۹) دیگر عربی مکتوبات کے مکتوب الہیم کے تراجم کے لئے ملاحظہ فرمائیں المکتوبات الجدیدہ از مفتی علیم الدین ص ۸۷-۱۰۸
- (۱۰) دیگر مکتوبات کے موضوعات کے لئے دیکھئے مکتوبات امام ربانی (اردو) مترجم مولانا محمد سعید نقشبندی

### فہرس المصادر والمراجع

- ۱- الأغانی ، ابو الفرج الاصفہانی ، دار صعب بیروت ، بدون سنة الطبع .
- ۲- جمہرة انساب العرب ، سعید بن حزم الاندلسی ، دار الکتب العلمیة بیروت ، ۱۴۰۳ھ .
- ۳- جمہرة رسائل العرب فی عصور العربیة الزاہرة ، أحمد زکی صفوت ، المکتبۃ العلمیة بیروت ، ۱۹۳۷ .
- ۴- الفن ومذاهبه فی النثر العربی ، د/شوقی ضیف ، دارالمعارف مصر ، ۱۹۷۱ م .
- ۵- مجلۃ معارف أولیاء عدد ۲۰۰۸ ، طبع لاہور .
- ۶- مکتوبات امام ربانی (اردو) از مولانا محمد سعید احمد نقشبندی ، ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی جناح روڈ کراچی ، ۱۹۷۰ م
- ۷- مکتوبات امام ربانی کے مآخذ از ڈاکٹر ہمایوں عباس ، طبع تحقیقات لاہور ، ۲۰۰۸ م .
- ۸- المکتوبات المجددیة ، جمعہا وحققہا و قدمہا الشیخ المفتی محمد علیم الدین المجددی ، سلطانیہ پبلیکیشنز جہلم مئی ۲۰۰۵ م .